مکتوب بنام مدیر الحق

شاعر اسلام جناب حفیظ جالندھری

شاہ فیصل شہیدؒ

شاہ فیصل آنِ ایماں پہ نچھاور ہوگیا
نذرِ حبِّ امتِ محبوبِ داور ہوگیا

میری نظروں میں

بخدمت جناب مدیر الحق ۔ سلام مسنون قبول فرمائیے ، اور شکر بھی کہ میری لبستگی کے باوجود الحق سے محروم نہیں ہوا ـــــ پنسل سے لکھنے کے لئے مجبور ہوں ۔ اور عفو کا طالب ـــــ !

ابھی اسی وقت اپریل ۱۹۷۵ء کا شمارہ آیا ۔ تو میں نے مطالعہ کیا اور پنسل نام کا قلم اٹھایا ۔ شاید کل صحت اور بہجوم افکارِ حالات و واردات حاضرہ نسیان سے آئیں ۔ گذارشات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ نقشِ آغاز کے زیرِ عنوان حضرت سعدی کے آنسوؤں سے لکھے ہوئے مرثیہ میں رد و بدل مناسب نظر نہیں آیا ۔ تاتاری ہلاکو خان کے تاریخی قتل و غارتِ بغداد کے وقت آخری عباسی امیرالمومنین مستعصم باللہؒ تھے ۔ اگر آپ برزوال ملک بھی رہنے دیتے ۔ اور نام امیرالمومنین شہید کا بھی قائم رکھتے تو کوئی نقصان یا کمی شاہ فیصل کی شہادت کے اندوہناک تذکرے میں نہ ہوتی ۔ فقط ایک سطر چنگیزی تاتاریوں کی اور آج امریکی " یار ماریوں " مماثلت کے لئے بڑھانا ساری تاریخ اسلامی کے دور پہ نظر ڈالنے کیطرف اشارا ہو جاتا ۔

۲۔ اس نقشِ آغاز کے صفحہ ۳ پر بیسویں سطر یہ :

انہوں نے سیاسی تدبر اور معتدل طبیعت کے ساتھ
اپنے " مغربی دوستوں پر بھرپور وار کئے ۔

مولانا ! اپنے " دوستوں " کے معنی پر میں معترض ، آپ اگر " دوست نما دل " پر لکھتے ، تو پڑھنے والے جو دوست کے معنی جانتے ہیں ۔ شاہ فیصل شہید کو دشمنان اسلام سے دوستی رکھنے والا نہ سمجھیں گے ۔ دشمنانِ اسلام سے دوستی نہیں ۔ تدبیر و مصلحت سے بھی کام لیا جاتا ہے معافی چاہتا ہوں ۔ مقصود اعتراض سے اصلاح معانی ہے ۔

۳۔ شاہ فیصلؒ سے مجھے دو مرتبہ شرف نیاز حاصل ہوا تھا۔ پہلی مرتبہ ۱۹۳۵ء میں مجھ غریب کے حج و زیارت کے دوران محترم نواب بہاولپور نے مکہ معظمہ سے باہر اپنے خیمہ گاہ میں ان کو دعوت دی تھی۔ اس وقت وہ شہزادہ فیصل تھے۔ ان کے برادرِ اکبر ولی عہد تھے۔ ہز ہائی نس مجھے بلا کر ان سے ملوایا۔ مجھ سے شاہنامۂ اسلام جلد اوّل میں سے اشعار سنوائے اور ایک مترجم جنکا اسم گرامی محمد خان تھا ان اشعار کا عربی میں ترجمہ کیا۔ فیصل بہت مسرور ہوئے۔ مجھے گلے سے لپٹایا اور ایک رومال اپنے ہاتھوں سے لیکر میرے سر پر لپیٹ دیا ——— چند روز بعد محمد خان ہی کے ذریعے مجھے ملک الحجاز والنجدؒ کے دربار میں لے جایا گیا۔ حافظ وہبہ اور شہزادہ فیصل نے مجھے النشاء لاسلام کے نام سے پیش کیا۔ اوّل و دوم جلدیں شاہنامہ اسلام شہزادہ فیصل نے مجھ سے لے کر پیش کیں۔ مولانا اسمٰعیل غزنوی اس کتاب کے بارے میں تعارفی گفتگو کرتے رہے۔ اور شاہ نے دونوں کتابیں لے کر فرمایا الان عربی ترجمہ کیا جائے گا۔

جس وقت یہ ہو رہا تھا، ایک اور صاحب کو پیش کیا گیا جو انگریزی دور میں پنجاب کے بڑے زمیندار رئیس اعظم ہی نہیں بلکہ انگریزوں کے لئے لڑنے مرنے کی خاطر ایک رسالہ اپنی جاگیر دل کی آمدنی سے بنا کر جرنیل کا خطاب پائے ہوئے تھے ——— وہ اتنا جھکے کہ ان کا سر تقریباً زمین سے ایک ڈیڑھ فٹ اونچا رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد رخصت ہوئے تو باپ بادشاہ نے اپنے فیصل شہزادے کیطرف مسکرا کر دیکھا، ان فیصل بیٹے نے بھی مسکرا کر جو اعلانیہ کہا اس کا یہ اظہاری کلمہ مجھے اب تک یاد ہے۔ ھٰذا الکلب الانکلیس ——— (یہ انگریزوں کا کتا ہے۔)

دوسری مرتبہ ۱۹۴۷ء میں مجھ کو ملاقات کا شرف پیرس میں دیا گیا۔ سر شیخ عبدالقادر اور میں دونوں ایک ہوٹل میں دعوت عشائیہ پہ بلائے گئے تھے۔ ہمارے پیرس میں ہونے کی یہ اطلاع ان کو فرانسیسی اخبار میں میری تصویر چھپی ہوئی دیکھ کر ہوئی تھی اس مرتبہ میں نے محاربہ بدر ان کو سنایا۔ لیکن اس کا ترجمہ کرنے والا کوئی عربی دان تو تھا نہیں۔ البتہ شیخ صاحب جو عربی جانتے تو تھے۔ ترجمہ کرنے میں دقت محسوس کرتے تھے مطلب بیان کر دیا تھا۔

یہ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے اس وجودِ مسعود سے قلبی ذہنی اور دینی تعلق ایسا تھا کہ وہ جب گذشتہ فرمانروان ممالک اسلامی کی کانفرنس لاہور میں آئے تو میں ان سے ملنے کی تمنا پوری نہ کر سکا۔ دو مرتبہ حضرت مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بھی اس عاجز پر بہت سے مہربان تھے۔ ان سے عرض کیا کہ شاہ فیصل سے ملوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا سخت

ہجوم ہے۔ اور یہ ہجوم ایسا ہے کہ جس طرز کی ملاقات درکار ہے ممکن نہ ہوگی۔ البتہ میں اگر اپنی بحالیٔ صحت کے بعد مکہ معظمہ کا سفر برائے عمرہ یا حج کر سکا۔ تو (مفتی اعظم) میرے لکھنے پر شاہ فیصل کو میرے اشتیاق ملاقات لکھ کر مطلع کر دیں گے ــــــ

ہائے وہ چمن ہی مٹ گیا جس میں بہار آنے کو تھی۔ دونوں۔ اس دور کے سب سے بڑے، سب بلند و بالا اسلامی روشنی کے مینار منہدم کر دئے گئے۔

یہ خبر۔ یہ سنائی۔ کہ شاہ فیصلؒ کو ان کے بھتیجے نے شہید کر دیا۔ میں نے کراچی میں سنی میں وہاں اپنی ایک بیٹی کے گھر اپنی آخری تیمارداری حاصل کرنے گیا ہوا تھا۔ اس خبر نے مجھ پر بجلی گرا دی ــــــ میں آجکل شکستِ دماغ کی وجہ سے شعر کی فکر میں کامیاب نہیں۔ البتہ میرے قلب و جگر کا خون یہ اشعار جیسے بھی ہیں الحق کے لئے حاضر ہیں۔

بارشِ خوں کیوں نہ برسائے زمیں پر آسماں
مرکزِ اسلام سے اٹھا ہے آہوں کا دھواں
خادمِ حرمین وہ دینِ مبیں کا پاسباں!
وہ مدبّر، وہ مجاہد، غازیٔ صاحبقراں
شاہِ فیصل آنِ ایماں پہ نچھاور ہو گیا نذرِ حبِّ امتِ محبوبِ داور ہو گیا

جو بھی ہو، ہوتا رہے اس قتل پہ ردّ عمل
اپنے پاکستان میں آتا نہیں کوئی خلل
اک بھتیجے ہی کے ہاتھوں سے چچا کی ہے اجل
آج قصہ مختصر ہے، حال کھل جائے گا کل
روس و امریکہ ہمارے دوستوں کے تخت گاہ آج کی ہڑتال کے معنوں پہ کر لیں گے نگاہ

ہم تو ان خبروں سے ہو لیتے ہیں لطف اندوز روز
رات کو جلسے جاتے ہیں یہ غم افروز روز
شب چراغاں کے لئے روغن ہیں یہ خوں سوز روز
رقص و قوالی دکھاتے ہیں سبق آموز روز
ہم مسلماں ہیں سنائی سن کے سر دھنتے نہیں نکتہ عیب ہے یہ پھول ہم چنتے نہیں

اس سے آگے جو وہ بند اور ہیں، وہ فی الحال آپ چھاپ نہ سکیں گے! اس لئے حدِ ادب۔

[redacted]